

## سیرتِ طیبہ کا اجمالی خاکہ

از: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ  
رئیس جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ  
لَا يُمَكِّنُ الشَّأْءُ كَمَا كَانَ حَقَّهُ  
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرَ  
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحب جمال کل اے سرور بشر  
ممکن نہیں کہ تیری ثنا کا ہو حق ادا  
رُوئے منیر سے ترے روشن ہوا قمر  
بعد از خدا بزرگ توہے قصہ مختصر

### ابتدائی حالات

نسب شریف: سیدنا محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔

کنیت: ابو القاسم۔ والدہ کا نام: آمنہ بنت وہب۔ ولادت: بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل۔ والد ماجد کا انتقال ولادت سے قبل ہی بحالتِ سفر مدینہ منورہ میں ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ کی کفالت آپ کے دادا عبد المطلب نے کی اور حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ پھر آپ کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو مدینہ آپ کے نہال لے گئیں، واپسی میں بمقام ابواُن کا انتقال ہوا اور آپ کی پرورش اُم ایمن کے سپرد ہوئی۔ آٹھ سال کے ہوئے تو دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا، کفالت کا ذمہ آپ کے چچا ابوطالب نے لیا۔ نو سال کی عمر میں چچا کے ساتھ شام کا سفر فرمایا اور ۲۵ سال کی عمر میں شام کا دوسرا سفر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے سلسلہ میں فرمایا اور اس سفر سے واپسی کے دو ماہ بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا۔ ۳۵ سال کی عمر میں قریش کے ساتھ تعمیر کعبہ میں حصہ لیا اور پتھر ڈھوئے، حجرِ اسود کے بارے میں قریش کے اُلجھے ہوئے جھگڑے کا حکیمانہ فیصلہ فرمایا جس پر سبھی خوش ہو گئے۔

### تعلیم و تربیت

آپ ﷺ یتیم پیدا ہوئے تھے اور ماحول و معاشرہ سارا بت پرست تھا؛ مگر آپ بغیر کسی ظاہری تعلیم و تربیت کے نہ صرف ان تمام آلائشوں سے پاک صاف رہے؛ بلکہ جسمانی ترقی کے

ساتھ ساتھ عقل و فہم اور فضل و کمال میں بھی ترقی ہوتی گئی؛ یہاں تک کہ سب نے یکساں و یک زبان ہو کر آپ کو صادق و امین کا خطاب دیا۔

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو  
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

## خلوت و عبادت

بچپن میں چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں بھی چرائیں؛ مگر بعد میں آپ کو خلوت پسند آئی؛ چنانچہ عارِ حرام میں کئی کئی راتیں عبادت میں گزر جاتیں۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ سچے خواب دیکھنے لگے، خواب میں جو دیکھتے ہو، وہ وہی ہو جاتا۔

## آپ ﷺ کا دستورِ تعلیم

حضورِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ہر پہلو نرالا اور اُمت کے لیے مینارِ ہدایت ہے؛ اگرچہ آپ کا تشریحی دور، نبوت کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن اس سے پہلے کا دور بھی چاہے بچپن کا دور ہو یا جوانی کا اُمت کے لیے اس میں ہدایت موجود ہے۔

آپ کے دودھ پینے کا زمانہ ہے؛ لیکن اتنی چھوٹی عمر میں بھی آپ کو عدل و انصاف پسند ہے اور آپ دوسروں کا خیال فرماتے ہیں، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ایک طرف کا دودھ پلا کر دوسری طرف پیش فرماتی ہیں؛ لیکن آپ اسے قبول نہیں فرماتے؛ کیوں کہ وہ آپ کے دودھ شریک بھائی کا حق ہے۔

بچپن سے اجتماعی کاموں میں اتنا لگاؤ اور دلچسپی ہے کہ جب بیت اللہ شریف کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ بھی قریش مکہ کے ساتھ پتھر اٹھا کر لارہے ہیں۔

اور شرم و حیا اتنی غالب ہے کہ جب آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ دیکھتے ہیں کہ آپ ننگے کندھے پر پتھر اٹھا کر لارہے ہیں تو ترس کھاتے ہوئے آپ کا تہ بند کھول کر کندھے پر رکھ دیا۔ آپ شرم کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے، یہ فرماتے ہوئے کہ میری چادر مجھ پر ڈال دو۔

کسبِ حلال کی یہ اہمیت کہ قریش کی بکریاں چراتے اور اس کی مزدوری سے اپنی ضروریات پوری فرماتے اور جب اور بڑے ہوئے تو تجارت جیسا اہم پیشہ اختیار فرمایا اور التاجر الصدوق الامین (امانت دار سچے تاجر) کی صورت میں سامنے آئے۔

معاملہ فہمی اور معاشرے کے اختلافات کو ختم کرنے اور اس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی وہ صلاحیت ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر قریش کی مختلف جماعتوں

میں اختلاف پیدا ہوا اور قریب تھا کہ ناحق خون کی ندیاں بہہ جاتیں؛ لیکن آپ نے ایسا فیصلہ فرمایا جس کی سب نے تحسین کی اور اس پر راضی ہو گئے۔

صداقت و امانت کے ایسے گرویدہ کہ بچپن سے آپ الصادق الامین کے لقب سے یاد کیے جانے لگے اور دوست تو دوست دشمن بھی آپ کے اس وصف کا اقرار کرتے تھے؛ چنانچہ قبائل قریش نے ایک موقع پر بیک زبان کہا: ”ہم نے بارہا تجربہ کیا؛ مگر آپ کو ہمیشہ سچا پایا۔“ یہ سب قدرت کی جانب سے ایک عجبی تربیت تھی؛ کیوں کہ آپ کو آگے چل کر نبوت و رسالت کے عظیم مقام پر فائز کرنا تھا اور تمام عالم کے لیے مقتدی بنانا تھا اور امت کے لیے آپ کی زندگی کو بہ طور اُسوۂ حسنہ پیش کرنا تھا۔

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا“۔ (الاحزاب: ۲۱)

”بلاشبہ اے مسلمانو! تم کو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے اُس شخص کے لیے جو اللہ کی ملاقات کا اور قیامت کے دن کا خوف رکھتا ہے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔“

**نبوت:**

جب سن مبارک چالیس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا، آپ ﷺ غار حرا میں تھے کہ جبریل علیہ السلام سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے، اس کے بعد کچھ مدت تک وحی کی آمد بند رہی، پھر لگا تارا آنے لگی۔

وحی آسانی آپ تک پہنچانے کے لیے جبریل امین علیہ السلام کا انتخاب ہوا جن کو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام اور باری تعالیٰ کے درمیان واسطہ بننے کا شرف حاصل تھا اور جن کی شرافت، قوت، عظمت، بلند منزلت اور امانت کی خود اللہ نے گواہی دی ہے۔

”إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ، ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ، مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ“۔

(التکویر ۱۹ تا ۲۱)

”بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے جو بڑی قوت والا صاحب عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے، وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہے۔“

اس وحی الہی کی روشنی میں آپ کی ایسی تربیت ہوئی کہ آپ ہر اعتبار سے کامل بن گئے اور آپ کی زندگی کا ہر پہلو امت کے لیے ایک بہترین اُسوۂ حسنہ بن کر سامنے آ گیا۔ امت کے ہر فرد کے لیے آپ ﷺ کی زندگی ایک اعلیٰ مثال ہے، جسے وہ سامنے رکھ کر زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کر سکتا ہے۔

## دعوت و تبلیغ

ابتداءً آپ ﷺ نے پوشیدہ طور پر دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمایا، ابتدائی دعوت پر عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے، ان کے بعد بہت سے آزاد اور غلام اس دولت سے بہرہ مند ہوئے۔

پھر آپ ﷺ کو علانیہ دعوت و تبلیغ کا حکم ہوا؛ چنانچہ آپ نے تمام قوم کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور بت پرستی چھوڑنے کی دعوت پوری قوت سے شروع کی، بعض نے مانا اور بعض اپنی گم راہی پر قائم رہے۔

## ہجرت حبشہ

قوم نے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا، چنانچہ چھ ماہ نبوی میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حبشہ ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا، یہ سب سے پہلی ہجرت تھی، اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۷؎ نبوی میں قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ پر دستخط کیے کہ جب تک یہ لوگ آنحضرت ﷺ کو ہمارے حوالے نہیں کرتے اُس وقت تک ان سے ہر قسم کا مقاطعہ کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں آپ ﷺ کو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہجرت حبشہ کا حکم فرمایا، یہ دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔

۸؎ نبوت میں قریش کے بعض افراد کی کوشش سے یہ معاہدہ ختم ہوا اور آپ کو آزادی ملی، اسی سال نصاریٰ نجران کا ایک وفد مسلمان ہوا، اسی سال آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اور آپ کی غم گسار زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ قریش کی ایذا رسانی اور بڑھ گئی۔ آپ ﷺ اہل طائف کی تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے ایک نہ سنی؛ بلکہ اُلٹا درپے ایذا ہوئے۔ یہ سال عام الحزن (غم کا سال) کہلاتا ہے۔

۹؎ نبوت اسی سال آپ ﷺ کو معراج ہوئی، تمنا گانہ نماز فرض ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حج کے موقع پر عرب کے مختلف قبائل کو دعوت دی؛ چنانچہ مدینہ کے قبیلہ تریح کے چھ آدمی مسلمان ہوئے۔

۱۲۔ نبوت اس سال اوس و خزرج کے بارہ افراد نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ یہ بیعت عقبہ اولی کہلاتی ہے۔

۱۳۔ نبوت اس سال مدینہ کے ستر مردوں اور بیس عورتوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی، یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔

### ہجرت مدینہ

مدینہ میں اسلام کی روشنی گھر گھر پھیل چکی تھی، آپ ﷺ نے صحابہؓ کو ہجرت مدینہ کا حکم فرمایا، قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے دارالندوة میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا اور آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا، آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا، آپ ﷺ کا فروں کے گھیرے سے باطنینان نکلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، ان کو ساتھ لے کر غار ثور تشریف لے گئے، یہاں تین دن رہے، پھر ہجرت فرمائی اور مدینہ کی نواحی بستی قبا پہنچے۔

### ۱۔ ہ اسلام کا نیا دور

یہاں سے اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے قبا میں چودہ دن قیام رہا، وہاں ایک مسجد بنائی، وہاں سے مدینہ طیبہ منتقل ہوئے۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، اذان شروع ہوئی اور جہاد کا حکم ہوا اور آپ ﷺ نے دعوت و جہاد کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعتیں بھیجنا شروع کیں۔

### سرایا و غزوات

جس جہاد میں آپ ﷺ خود شریک ہوئے اسے غزوہ کہتے ہیں اور جس میں خود نہیں گئے، صحابہؓ کی جماعت کو بھیجا اسے سریہ کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے سراپا کی تعداد ۴۷ ہے اور غزوات کی تعداد ۲۷ ہے۔ اس سال آپ نے تین دستے (سریے) روانہ فرمائے؛ لیکن مقابلہ نہیں ہوا۔

### ۲۔ ھ:

اس سال غزوہ دؤان، غزوہ بواط، غزوہ عثیرہ اور غزوہ بدر صغریٰ ہوئے۔ تحویل قبلہ کا حکم ہوا، روزہ رمضان، زکوٰۃ و فطرہ واجب ہوئے۔ اسی سال (رمضان میں) مشہور غزوہ بدر ہوا، آپ ﷺ کے ساتھ ۳۱۳ جاں نثار تھے اور قریش ایک ہزار؛ مگر شکست قریش ہی کو ہوئی، ان کے سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے، مسلمانوں کے چودہ آدمی شہید ہوئے۔ اسی سال غزوہ قرقرہ الکرد، غزوہ بنی قینقاع اور غزوہ السویق ہوئے، تینوں میں جنگ نہیں ہوئی۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی

اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضور ﷺ کے گھر رخصتی ہوئی۔

### ۳۔ ھ:

اس سال غزوہ غطفان اور غزوہ ححران ہوئے، مقابلہ نہیں ہوا، پھر مشہور جنگ اُحد ہوئی، قریش قبائل عرب کو اکٹھا کر کے بدر کے مقتولوں کا بدلہ لینے جبل اُحد کے پاس جمع ہوئے، آپ ﷺ ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے، ۳۰۰ منافق راستہ ہی میں پلٹ گئے، دامن اُحد میں دونوں فوجیں لڑیں، کفار کو شکست ہوئی، ایک دڑہ پر آپ ﷺ نے تیر اندازوں کی ایک جماعت اس وصیت کے ساتھ مقرر فرمائی تھی کہ ہم مریں یا جنیں تمہیں بہر حال تا حکم ثانی اپنی جگہ رہنا ہوگا۔ ان میں سے بعض نے مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست دیکھ کر جگہ چھوڑ دی، دشمن کولوٹ کر پیچھے سے حملہ کا موقع مل گیا، جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، ستر صحابہ شہید ہوئے جن کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، آپ ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہوا، سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے، اگلے دن آپ ﷺ قریش کے تعاقب میں حمرہ الاسد تک گئے؛ مگر دشمن بچ نکلا، مقابلہ نہیں ہوا، اسی سال شراب کی حرمت نازل ہوئی۔

### ۴۔ ھ:

اس سال غزوہ بنی نضیر ہوا، آپ ﷺ نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا اور انہیں جلا وطن کیا، پھر غزوہ ذات الرقاع ہوا، مقابلہ کی نوبت نہیں آئی، اس سفر میں ”نماز خوف“ اور ”تیمم“ کا حکم نازل ہوا، پھر غزوہ اُحد صغریٰ ہوا، گزشتہ سال جنگ اُحد سے واپسی پر قریش کہہ گئے تھے کہ آئندہ سال پھر اسی مقام پر جنگ ہوگی، آپ ﷺ حسب وعدہ اُحد کی طرف نکلے؛ لیکن قریش مقابلہ کے لیے نہیں آئے۔

### ۵۔ ھ:

اس سال غزوہ دومۃ الجندل ہوا، دشمن اپنے مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے، پھر غزوہ بنی مصطلق ہوا، مقابلہ میں اس قبیلے کے دس آدمی مارے گئے۔ باقی قید ہوئے، انہی قیدیوں میں ان کے سردار حارث کی لڑکی جویریہ تھیں، آپ ﷺ نے اُن کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا، یہ نکاح تمام قیدیوں کے آزاد کرنے اور ان کے اسلام لانے کا ذریعہ بنا۔ پھر غزوہ احزاب پیش آیا، قریش نے تمام قبائل عرب اور یہود کو ساتھ لے کر دس ہزار کی تعداد میں مدینہ کا محاصرہ کیا، مسلمانوں نے اپنی حفاظت کے لیے ایک لمبی خندق کھودی، قریش کا محاصرہ پندرہ دن جاری رہا بالآخر اللہ تعالیٰ نے تند ہوا اور فرشتوں کا لشکر بھیجا اور دشمن ناکام لوٹا، پھر غزوہ بنی قریظہ ہوا اور یہود بنی قریظہ کو عہد شکنی کی سزا

میں قتل کیا گیا، اسی سال حج فرض ہوا اور پردہ کی آیات نازل ہوئیں۔

۶۔

اس سال غزوہ بنی لحيان، غزوہ الغابہ اور صلح حدیبیہ ہوئی۔ آپ ﷺ چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے غیر مسلح مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ قریش نے مقام حدیبیہ میں آپ ﷺ کو روک دیا۔ آخر کار چند شرطوں پر صلح ہوئی، ان میں سے ایک یہ تھی کہ دونوں فریق دس سال تک آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔ اسی موقع پر ایک درخت کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی، اسی سال آپ نے مختلف بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط بھیجے، ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے۔

۷۔

اس سال حدیبیہ سے واپسی پر خیبر فتح ہوا، مہاجرین حبشہ کی واپسی ہوئی، فدک مصالحانہ طور پر فتح ہوا، غزوہ وادی القریٰ ہوا، آپ ﷺ صحابہؓ کی معیت میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ تشریف لے گئے، وہاں تین دن قیام کے بعد واپسی ہوئی۔

۸۔

اس سال جنگ موتہ ہوئی، جس میں مسلمانوں کے تین سپہ سالار، زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب، عبد اللہ بن رواحہؓ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر کیا گیا، دشمن کو شکست ہوئی اور کافی مال غنیمت ہاتھ آیا، اسی سال مکہ مکرمہ کی فتح کا عظیم واقعہ ہوا۔ قریش نے جنگ بندی کا معاہدہ توڑ ڈالا تھا، آپ ﷺ دس ہزار قدمیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے، قریش نے ہتھیار ڈال دیے، آپ ﷺ نے امن عام کا اعلان فرمایا، کعبۃ اللہ کے گرد و پیش سے بتوں کی نجاست کو صاف کیا، ارد گرد کے قبائل میں بت شکنی کے لیے وفود بھیجے۔

مکہ کی فتح اور آپ ﷺ کا دشمنوں سے سلوک

کون نہیں جانتا کہ مکی زندگی کے تیرہ (۱۳) سالوں میں مکہ والوں نے آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیا کیا ستم ڈھائے، انھیں تپتی ریت اور آگ کی چنگاریوں پر لٹایا گیا، انھیں مکہ میں اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا حتیٰ کہ انھیں شہید تک کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، نماز میں سجدہ کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی سر پر ڈالی گئی؛ یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا اور جب آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں بھی ان کے خلاف

سازشیں رچیں اور جنگِ بدر، جنگِ اُحد اور جنگِ احزاب کی نوبت آئی۔

لیکن اب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا ہے، آپ ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے اس شہر میں داخل ہوتے ہیں؛ لیکن دُنیا کے فاتحین کی طرح متکبرانہ انداز میں ہرگز نہیں؛ بلکہ نہایت تواضع اور انکساری کے ساتھ، سرِ مبارک جھکائے ہوئے، ہزاروں جانثاروں کے ساتھ رَبُّ العزت کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ بیت اللہ کو بتوں سے پاک فرماتے ہیں اور اُس کا طواف فرماتے ہیں۔ مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے۔ قریشِ مکہ آپ کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں اور اُن کے دل و دماغ میں وہ تمام جرائم آکھڑے ہوتے ہیں جو انہوں نے نبی پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کیے تھے۔ آج یہ سب مجرم آپ ﷺ کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہیں۔

آج اگر آپ ﷺ کی جگہ کوئی اور دُنیا کا فاتح حکمران ہوتا تو اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ غالباً وہی کرتا جو جابر حکمران کیا کرتے ہیں؛ لیکن آپ اللہ کے رسول اور رحمة للعالمین ہیں، اخلاق کے اُوچے مقام پر فائز ہیں، جن کے اعلیٰ اور عظیم اخلاق کی تعریف خود باری تعالیٰ نے فرمائی ہے:

”وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“۔ (القلم: ۲)

ترجمہ: اور بے شک آپ بڑی بلند اخلاقی پر قائم ہیں۔

آپ ﷺ نے اُن سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے آج میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ سب نے بیک زبان جواب دیا: اُخ کریم و ابنُ اُخ کریم۔ آپ ایک شریف بھائی ہیں اور ایک شریف بھائی کے فرزند ہیں یعنی ہم آپ سے اُمید رکھتے ہیں جو ایک شریف بھائی سے رکھی جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں آج تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی:

”لَا تَتَّيِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ طِيعْفُرُ اللَّهِ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ“۔ (یوسف: ۹۲)

ترجمہ: آج تم پر کوئی سزائش اور ملامت نہیں، اللہ تم کو معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے

والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

یعنی سزا تو سزا آج میں تمہارے جرائم بھی یاد نہیں دلاؤں گا کہ اُن کا تذکرہ کر کے تم پر ملامت کی جائے۔ پھر فرمایا: اِذْهَبُوا فَإِنَّتُمْ الطَّلَاقُ۔ ”جاؤ تم سب آزاد ہو!“

آج رحم و کرم کا دن ہے، جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے امن ہے، جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اسے امن ہے، جو مسجد حرام میں داخل ہو گیا اسے امن ہے۔



اسی حسنِ اخلاق کا نتیجہ تھا کہ اُن میں سے اکثر مسلمان ہوئے اور دل و جان سے آپ ﷺ سے محبت کرنے لگے اور دشمن کی بجائے دوست بن گئے۔

نبی کریم ﷺ نے جہاں اُمت کو کریمانہ اخلاق کی تعلیم دی ہے، وہاں اپنے عمل سے اُن کے سامنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بھی پیش فرمایا ہے۔ آپ کی یہ اخلاقی تعلیمات آپ کی زندگی میں روز روشن کی طرح واضح ہیں، جن کی نظیر انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

### غزوہ حنین

فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین ہوا، قبیلہ ثقیف و ہوازن کے لوگ مقابلہ کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو بارہ ہزار کا لشکر ان کے مقابلہ میں لے کر نکلے، بعض مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر کیسے مغلوب ہو سکتا ہے؛ مگر دشمن نے تیروں کی بارش شروع کی تو مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے، آنحضرت ﷺ اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ جمے رہے، پھر مسلمانوں نے پلٹ کر حملہ کیا، دشمن کو شکست ہوئی، کچھ مارے گئے، کچھ بھاگ گئے، ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنے، تمام مال مویشی پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، جو بھاگ نکلے تھے وہ طائف جا کر قلعہ بند ہو گئے، آپ ﷺ نے انیس دن تک طائف کا محاصرہ کیا، پھر آپ ﷺ جعرانہ واپس ہوئے، جنگ حنین کے قیدی یہیں تھے، اتنے میں قبیلہ ہوازن مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوا، آپ ﷺ نے ان کے قیدی واپس کر دیے۔ جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا اور راتوں رات عمرہ ادا کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔

### ۹ھ:

اس سال غزوہ تبوک ہوا، آپ ﷺ کو رومیوں کی تیاری کی اطلاع ہوئی، آپ ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کی سرحد پر مقام تبوک پہنچ گئے۔ لیکن رومی مقابلہ کے لیے نہیں آئے، اُنیلہ کے سردار اور دوسرے قبائل نے جزیہ پر صلح کر لی۔ اسی سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ”امیر حج“ بنا کر بھیجا، یوم النحر میں اعلان کیا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئے گا، نہ برہنہ طواف کرے گا۔ اسی سال مختلف علاقوں کے وفود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے۔

### ۱۰ھ:

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک دستہ بنی مدجج کے مقابلہ میں بھیجا، ان کے بیس آدمی مارے گئے باقی مسلمان ہوئے۔ اسی سال حضرت معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو تعلیم و تبلیغ کے لیے یمن بھیجا۔ اس سال کا اہم ترین واقعہ آپ ﷺ کا آخری حج ہے۔

جسے حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ، حجۃ الکمال، حجۃ التمام، حجۃ الاسلام کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے عرفات اور منیٰ کے خطبوں میں دین کے بنیادی اُصولوں کی تعلیم فرمائی۔

## بنیادی اُصولوں کی تعلیم

آپ ﷺ کی زندگی حاکم وقت اور قاضی کے لیے نمونہ  
آپ ﷺ کی زندگی پورے عالم کے لیے نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی ایک مسلمان حاکم کے لیے بھی اُسوۂ حسنہ ہے؛ کیوں کہ آپ ایک اسلامی مملکت کے ایک عادل سربراہ بھی تھے اور آپ نے اس مملکت کو نہایت کامیابی کے ساتھ چلایا۔

آپ کی سیرت ایک قاضی اور جج کے لیے بھی بہترین نمونہ ہے؛ کیوں کہ آپ ایک عادل اور منصف قاضی بھی تھے اور آپ نے قضاء اور عدل و انصاف کے وہ اُصول بیان فرمائے جن سے انسانیت قیامت تک مستغنی نہیں ہو سکتی، آپ ہی کا فرمان ہے:

”بخدا اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بنت محمد بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی

کاٹ دیتا۔“

اور آپ ہی کا فرمان ہے:

”اگر لوگوں کو صرف ان کے دعوے اور مطالبہ پر ان کا مطلوب دے دیا جائے تو کچھ لوگ دوسروں کے خون اور مالوں کا دعویٰ شروع کر دیں گے؛ لیکن مدعی کے ذمہ ثبوت ہے اور مدعا علیہ پر قسم ہے۔“

آپ ﷺ کی زندگی فوجی جرنیل کے لیے نمونہ

آپ ﷺ کی زندگی ایک فوجی جرنیل اور بہادر سپاہی کے لیے بھی اُسوۂ حسنہ ہے؛ کیوں کہ آپ میں ایک فوجی قائد کی شجاعت، تدبیر اور شفقت جیسی اعلیٰ صفات موجود تھیں۔

آپ ﷺ کی بہادری اور شجاعت

بہادری اور شجاعت ایسی کہ غزوہ حنین میں جب دشمنوں نے تیروں کی بارش برسادی تو بہتوں کے قدم اُکھڑ گئے؛ لیکن آپ ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

”میں سچا نبی ہوں، میں عبدالمطلب کا سپوت ہوں۔“

ایک بار اہل مدینہ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کوئی دشمن حملہ کرنے والا ہے، گھبرا کر باہر نکلے؛ تاکہ معلومات حاصل کریں، کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تنہا ایک گھوڑے کی تنگی پیٹھ پر سوار باہر سے واپس تشریف لارہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں میں سب دیکھ کر آ گیا ہوں، کوئی خطرہ نہیں۔

آپ ﷺ اپنی امت کے ہر فرد کو ایک مجاہد اور مضبوط انسان دیکھنا چاہتے تھے، آپ ہی کا ارشاد ہے:

”ایک قوی مؤمن اللہ کے ہاں زیادہ بہتر اور پیارا ہے کمزور مؤمن کے مقابلے میں اور دونوں میں خیر موجود ہے“۔

### سنت مشورہ

آپ غزوات میں تجربہ کار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ بھی فرماتے تھے اور اس پر عمل بھی فرماتے جیسا کہ غزوہ بدر اور غزوہ خندق کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔

### آپ ﷺ کی رحم دلی اور عدل و انصاف

اس شجاعت کے ساتھ رحم دلی اور عدل و انصاف کا یہ عالم ہے کہ جب کسی لشکر اور فوج کو روانہ فرماتے تو انھیں اس بات کی تاکید فرماتے کہ کسی عورت، بچے، بوڑھے اور عبادت میں مشغول انسان کو ہرگز قتل نہ کیا جائے۔

### آپ ﷺ کا صبر و تحمل

صبر و تحمل میں آپ سب کے امام ہیں، ایک اعرابی آتا ہے اور آپ کی چادر کو اتنا زور سے کھینچتا ہے کہ گردن مبارک پر نشانات پڑ جاتے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے اللہ کے مال میں سے دیجیے۔ آپ مسکرا رہے ہیں اور حکم فرماتے ہیں کہ اس کو اتنا مال دے دیا جائے۔

### آپ ﷺ استقامت کے پہاڑ

حق پر صبر و استقامت کی آپ نے وہ مثال قائم فرمائی جس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے، آپ کے مخالفین نے آپ کو مال و دولت، خوب صورت عورت اور دنیا کے جاہ و جلال کی لالچ دی؛ تاکہ آپ دعوتِ حق کو ترک کر دیں؛ لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی آپ کو ذرہ برابر متاثر نہ کر سکی اور آپ نے ان کو ان تاریخی کلمات سے جواب دیا جو اہل حق کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں گے، آپ نے فرمایا:

”قسم بخدا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ

دیں؛ تاکہ میں اپنی اس دعوتِ حق کو چھوڑ دوں تو میں ہرگز اسے نہیں چھوڑوں گا؛ جب تک کہ اللہ اسے غالب نہ کر دے یا اسی میں میری موت آجائے۔“

**آپ ﷺ کا غفو و کرم**

غفو و کرم میں اگر دیکھا جائے تو آپ کا کوئی ثانی نہیں ملے گا، فتحِ مکہ کی مثال جو اوپر گزری، ایسی ہے کہ اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، خود آپ کا ارشاد ہے:

”جو تجھ سے قطعِ رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہِ رحمی کر، جو تجھے نہ دے تو اسے دے، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے اور جو تجھ سے برا سلوک کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔“

**آپ ﷺ کی سخاوت**

جو دوسخا میں بھی آپ ﷺ سب سے آگے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ کی جو دوسخا کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔“

**اُونچے اخلاق**

اخلاق میں آپ اتنے اُونچے مقام پر تھے کہ خود باری تعالیٰ نے آپ کی اس صفت کو خصوصیت سے ذکر کیا: ”اور یقیناً آپ بڑے بلند خلق پر قائم ہیں۔“

**بہترین شوہر، مشفق باپ اور وفادار دوست**

اسی طرح آپ ایک بہترین شوہر، مشفق باپ اور وفادار دوست بھی تھے، آپ ﷺ نے اپنی زندگی کا نمونہ پیش فرما کر امت کو بتا دیا کہ ایک مسلمان شوہر کیسا ہونا چاہیے؟ ایک باپ کیسا ہو؟ اور ایک دوست کیسا ہو؟

**آپ ﷺ ایک کامیاب معلم اور مربی**

آپ ﷺ کی ایک امتیازی صفت معلم اور مربی کی ہے۔ آپ کامل معلم، استاذ اور ایک عظیم مربی تھے؛ اس لیے تعلیم کے میدان میں کام کرنے والے اور جن حضرات پر نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ہے سب کے لیے آپ اُسوۂ حسنہ ہیں۔

**اللہ ﷻ آپ ﷺ کا وصال**

اللہ ﷻ میں آپ ﷺ نے رومیوں کے مقابلہ میں ”اُسامہؓ کا لشکر“ تیار فرمایا؛ مگر لشکر کی روانگی سے قبل ہی آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ یہ آپ ﷺ کا مرضِ وفات تھا، اس دوران آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے، نماز کی امامت کے لیے اپنی جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کو مقرر فرمایا۔ دو شنبہ بارہ ربیع الاول ۶۳ رسال کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا؛ جب کہ آپ ﷺ اللہ کی امانت اللہ کے بندوں کو پہنچا چکے تھے اور دعوت و ہدایت کا کام پورا ہو چکا تھا۔ چہار شنبہ کی رات آپ ﷺ کو غسل دیا گیا، تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور مسلمانوں نے عم زدہ دلوں کے ساتھ فرداً نمازِ جنازہ پڑھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہی حجرہ آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ واتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

### اولاد

آپ ﷺ کے تین صاحبزادے تھے: قاسم، عبداللہ، ابراہیمؓ سب کا بچپن میں ہی انتقال ہوا۔ چار صاحبزادیاں تھیں: زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ الزہراء۔

### ازواجِ مطہرات

خدیجہ الکبریٰؓ، عائشہ صدیقہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، سودہؓ، زینب بنت جحشؓ، میمونہؓ، زینب بنت خزیمہؓ، جویریہؓ، صفیہؓ، ام حبیبہؓ۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور زینب بنت خزیمہؓ کی وفات آپ ﷺ کی حیات میں ہوئی۔ باقی نو آپ ﷺ کے وصال کے وقت موجود تھیں رضی اللہ عنہن۔

### حسن وجمال

آپ ﷺ کے حسن وجمال کے بیان سے تو قلم وقرطاس قاصر ہیں؛ تاہم حضرت حسان بن ثابتؓ کے دو اشعار تشنگی شوق کی تسکین کے لیے حاضر ہیں۔

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي  
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ  
خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ﷺ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا  
اور آپ ﷺ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا  
آپ ﷺ ہر عیب سے فطرتاً پاک و صاف پیدا ہوئے  
گویا جیسا آپ ﷺ چاہتے تھے ویسے ہی پیدا ہوئے

